لوک سبھا الیکشن کے نتائج: سیاسی پارٹیوں کے لئے سبق

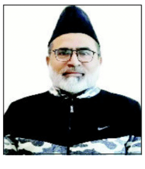

عبدالغفار صدیقی

ملک میں انتشار و افتراق کی جو مہم چلائی گئی تھی اسے عوام نے مسترد کردیا ہے۔ آئین بدلنے کے جو ارادے ظاہر کیے تھے اس پر ووٹروں نے پانی پھیر دیا۔ اس کے ووٹ فیصد میں بھی نمایاں کمی آئی ہے۔ بھارت ایک عظیم ملک ہے، اس کی عظمت اس کی انیکتا میں ایکتا میں مضمر ہے۔ مسلمان بھی اسی ملک کے باشندے ہیں، انھوں نے بھی اسی مٹی میں جنم لیا ہے، اس کی تعمیر میں ان کے اجداد نے بھی خون جگر لگایا ہے، اس کی آزادی اور تحفظ کی خاطر ان کے اسلاف کے سر بھی تن سے جدا ہوئے ہیں، وہ یہاں کسی اسلامی نظام کا مطالبہ نہیں کررہے ہیں، نہ ہی وہ دوسروں پر شریعت نافذ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

عام انتخابات ہوگئے۔ رزلٹ آگیا۔ تاج پوشی ہوگئی ایک بار پھر مودی جی کے سر پر وزارت عظمیٰ کی پگڑی بندھ گئی، مگر اس بار اس پگڑی میں پھولوں کے ساتھ کچھ کانٹے بھی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مودی جی ان خاروں کو کس حد تک اور کس وقت تک برداشت کرتے ہیں۔ ویسے ان میں سہن شکتی (تحمل) بہت ہے۔ ان کے مخالفین انھیں نہ جانے کیا کیا کہتے رہتے ہیں، بقول ان کے جی بھر کر گالیاں دیتے ہیں اس کے باوجود بھی مودی جی کے لب بے مزہ نہیں ہوتے۔ اس بار جس حکومت کی سربراہی انھیں سونپی گئی ہے اس میں دو درجن سے زیادہ پارٹیاں ہیں، بیشتر پارٹیاں ان کی فکر اور تہذیب سے اتفاق نہیں رکھتیں، مثال کے طور پر ٹی ڈی پی کو ہی لے لیجیے، اس نے اعلان کردیا ہے کہ آندھر پردیش میں مسلمانوں کو دیا جانے والا 4 فیصد ریزرویشن جاری رہے گا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو ریزرویشن دینے کے نام پر تو بی جے پی والوں کا ذائقہ بدل جاتا ہے، وہ اس کو کیسے برداشت کریں گے؟ نتیش جی بھی کچھ کم مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں، جب ضرورت پڑتی ہے ٹوپی اور رومال گلے میں ڈال کر مولانا نتیش بن جاتے ہیں۔ انہوں اگنی ویر یوجنا پر نظر ثانی کی گزارش تاج پوشی سے پہلے ہی کردی ہے۔ لوک دل کے جینت چودھری کسانوں کے مسیحا سمجھے جاتے ہیں اور مودی حکومت کو کسان اپنا دشمن مانتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح کی متضاد خیال پارٹیاں کس وقت تک ایک ساتھ رہ سکتی ہیں۔ مودی جی نے پچھلے پچیس سال (15 سال وزیر اعلیٰ اور 10 سال وزیراعظم) جس انداز سے حکومت کی ہے وہ بالکل آزادانہ طرز تھا، ان پر کسی کا دباؤ نہیں تھا۔ اپوزیشن نام کی کوئی چیز ان کے سامنے نہیں تھی۔ وہ جو چاہتے تھے کرتے تھے اور جو چاہتے تھے ہوتا تھا۔ وزارتوں کے قلم دان الگ تھے مگر سب میں سیاہی ایک ہی تھی۔ مگر اب کیا ہوگا جب وزارتیں الگ ہوں گی اور ان کی سیاہی بھی دوسروں کی ہوگی، معلوم نہیں ایسے قلم سے مودی جی اپنی مرضی کی کہانی کس طرح لکھوائیں گے۔ مودی جی نے جس حکومت کا حلف اٹھایا ہے اگر اسے پانچ سال چلانے میں کامیاب ہوگئے تو وہ ایک غیر معمولی کارنامہ انجام دیں گے۔

اس وقت ذرائع ابلاغ میں ایک بحث یہ چل رہی ہے کہ موجودہ انتخابات میں کس کی جیت ہوئی ہے؟ کیا مودی جی کو واقعی کامیابی ملی ہے؟ یا وہ بظاہر جیت کر بھی ہار گئے ہیں۔ اس سوال کا جواب پانے کے لیے ہمیں ان ایشوز کو نظر میں رکھنا ہوگا جن کو سامنے رکھ کر ہمارے محترم وزیراعظم نے انتخابی مہم چلائی تھی۔ ان کی پوری مہم خاص طور پر دو نکات پر محدود تھی۔ ایک یہ کہ ”جو رام کو لائے ہیں ہم ان کو لائیں گے“۔ اور ”یہ لڑائی رام بھکتوں اور رام ودروہیوں کے درمیان ہے۔“ یعنی اس انتخاب کا اہم ایشو شری رام تھے۔ اسی کو سامنے رکھ کر جنوری میں مندر کا افتتاح کیا گیا تھا حالانکہ تمام پنڈت اور مہاراج اس بات پر متفق تھے کہ ابھی اس کی شبھ گھڑی نہیں ہے۔ اب ایودھیا میں بی جے پی کی شکست نے یہ ثابت کردیا کہ واقعی وہ شبھ گھڑی نہیں تھی۔ وہ ایودھیا جس میں شری رام کا بھویہ رام مندر ہے۔ جس کے افتتاح کے موقع ہر ایک دو نہیں ہزاروں عظیم الشان شخصیات پہنچی تھیں، پورے پردیش کا ماحول ”رام مے“ ہوگیا تھا۔ جے شری رام کے ادگھوش سے پورا ملک گونج رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ آنے والے عام انتخابات میں بی جے پی کے علاوہ کسی پارٹی کو کوئی سیٹ نہیں ملے گی مگر اسی رام نگری سے بی جے پی ہار گئی اور افسوس اس بات کا ہے کہ ایک دلت سے ہار گئی، جن کا نام اودھیش ہے اور اتفاق یہ ہے کہ شری رام اور ان کے والد شری دشرتھ کو بھی ”اودھیش“ کہا جاتا ہے، اس شکست نے یہ ثابت کردیا کہ رام کا اصلی بھکت کون ہے۔

دوسرا ایشو جس پر پوری مہم چلی وہ مسلمان ہے۔ کہا گیا کہ اگر کانگریس آگئی تو مسلمانوں کو سب کچھ دے دے گی، یہاں تک کہ ہماری بہنوں کے منگل سوتر بھی چھین کر مسلمانوں کے حوالے کردے گی۔ اس ملک میں مسلمان 1500 سال سے رہ رہے ہیں۔ بھارت میں نفرت کے لیے کوئی جگہ نہیں اور اتنے بے وقوف بھی نہیں ہیں جتنا آپ انھیں سمجھتے ہیں۔

جو سیاسی جماعت 400 پار کے نعرے سے میدان میں اتری ہو اور جس نے اس کے حصول کے لیے سارے سرکاری تنتر منتر کا استعمال کیا ہو اس کے باوجود اسے سرکار بنانے کے لیے ضروری 272 سیٹیں بھی نہ ملی ہوں تو اسے شکست نہیں کہیں گے تو کیا کہیں گے؟ ان 240 سیٹوں میں بھی کتنی سیٹیں وہ ہیں جو مسلمانوں کی نادانی اور غیر دانش مندی کی وجہ سے جیتے ہیں، جن میں اتر پردیش کی 18 سیٹیں وہ ہیں جہاں بی ایس پی نے مسلمانوں کو ٹکٹ دیا اور بعض مسلمانوں نے انھیں ووٹ دیا۔ اس کے باوجود بھی بہن جی دلتوں کو شکریہ ادا کررہی ہیں اور مسلمانوں کو کوس رہی ہیں۔ اس سے پہلے بھی بہن جی اپنی شکست کا ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھہراتی رہی ہیں۔

اس صورت حال میں مسلمانوں کا کوئی اہم کردار نہیں ہے اس لیے کہ مسلمان اس ملک میں صرف پندرہ فیصد ہیں اور بہت کم سیٹوں پر موثر ہیں۔ البتہ ان کی ہار میں ملک کے دلت طبقات کا اہم کردار ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے رہنماؤں کی جانب سے یہ کہنا کہ اس بار 400 سے زیادہ سیٹیں جیتنا ہے اور پھر آئین بدلنا ہے۔ خود مودی جی کے دل کی منشا بھی یہی تھی۔ اس اعلان نے ملک کی اقلیتوں اور او بی سی نیز ایس سی ایس ٹی طبقات کے اندر خوف و ہراس اور عدم تحفظ کا ایک احساس پیدا کردیا تھا۔

انتخاب میں انڈیا الائنس نے بھی بہت دور اندیشی سے کام لیا۔ خاص طور پر راہل گاندھی، کھرگے جی اور اکھلیش یادو نے جس تحمل کا اظہار کیا وہ روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ البتہ اس الائنس کو باقی رہنا چاہئے۔ علاقائی پارٹیوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ ان کی بقا الائنس کی بقا میں ہے۔ الائنس کو ابھی سے ان ریاستوں میں محنت کرنا چاہئے جہاں آنے والے دو سال کے اندر اسمبلی الیکشن ہونے والے ہیں۔ کانگریس کو بہت دن بعد عزت دار فتح نصیب ہوئی ہے، سماج وادی پارٹی کو بھی اتر پردیش میں دوبارہ قدم جمانے کا موقع ملا ہے۔ بنگال میں ٹی ایم سی نے بھی بہت اچھا مظاہرہ کیا ہے۔ ان رہنماؤں کو اس جیت کے لیے عوام کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور کسی غرور و تکبر میں نہیں آنا چاہئے۔

ملک میں انتشار و افتراق کی جو مہم چلائی گئی تھی اسے عوام نے مسترد کردیا ہے۔ انھوں نے آئین بدلنے کے جو ارادے ظاہر کیے تھے اس پر ووٹروں نے پانی پھیر دیا۔ اس کے ووٹ فیصد میں بھی نمایاں کمی آئی ہے۔ بھارت ایک عظیم ملک ہے، اس کی عظمت اس کی انیکتا میں ایکتا مضمر ہے۔ مسلمان بھی اسی ملک کے باشندے ہیں، انھوں نے بھی اسی مٹی میں جنم لیا ہے، اس کی تعمیر میں ان کے اجداد نے بھی خون جگر لگایا ہے، اس کی آزادی اور تحفظ کی خاطر ان کے اسلاف کے سر بھی تن سے جدا ہوئے ہیں، وہ یہاں کسی اسلامی نظام کا مطالبہ نہیں کررہے ہیں، نہ ہی وہ دوسروں پر شریعت نافذ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ تو خود اسلام اور شریعت سے دور بھاگ رہے ہیں۔

☆☆☆

افریقہ: روس کے بڑھتے عمل دخل سے مغرب کے پیٹ میں مروڑ

54 ممالک پر مشتمل براعظم افریقہ۔ مغربی ممالک جن کی قیادت امریکہ کررہا ہے اور روس کے زیر اثر ممالک کے درمیان کشمکش کا مرکز بن گیا ہے۔ جیسا کہ قارئین کو اندازہ ہے کہ یہ خطہ انسانی وسائل کے ساتھ ساتھ معدنی وسائل سے بھی مالا مال ہے۔ مغرب کا وطیرہ یہاں کے غریب عوام کو غلام بانے اور وسائل کو لوٹنے کا رہا ہے۔ اب تک فرانس، برطانیہ اور اس کے دیگر حواری ان ممالک پر براہ راست یا بالواسطہ طور پر قبضہ جمائے رہے ہیں، مگر اب آہستہ آہستہ افریقہ کی آنکھیں کھل رہی ہیں۔ ان کی پوزیشن کمزور ہورہی ہے۔ کچھ مبصرین کی رائے ہے کہ اس کا سبب سے بڑا سبب یہ ہے کہ فرانس اور برطانیہ ان ممالک میں اپنی افواج کے قیام کے ساتھ ساتھ سیاسی اور روزمرہ کے امور میں بھی مداخلت کر رہے ہیں اور ان ممالک کے داخلی مسائل کا فائدہ اٹھا کر ایک دوسرے کے خلاف لڑوا رہے ہیں اور اسی طرح ان ممالک میں اپنے قیام کو طویل سے طویل تر کر رہے ہیں۔ کئی ممالک میں فرانس، برطانیہ اور امریکہ کی افواج قیام امن کے بہانے ان ممالک کے مختلف قبائلی گروپوں، مسلح افواج اور مذہبی نمائندوں کو اپنی حمایت دے کر اپنی من مرضی کے فیصلے کروا رہی ہیں۔ پچھلے دنوں افریقہ کے ساحل خطے میں جو سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں انہوں نے مغربی اقوام کے اقتدار کو کمزور کیا ہے۔ روس کے وزیر خارجہ سرگئی لاروف مسلسل ان افریقی ممالک کے ساتھ رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں اور ان کی اقتصادی، عسکری اور سفارتی مدد کر رہے ہیں۔ یہ ممالک خانہ جنگی سے دوچار ہیں اور مجبوراً یہاں کے مقتدر طبقات کو اپنی حکومت بچانے کے لئے مغربی ممالک کی مدد طلب کرنی پڑتی ہے، مگر اب یہ ممالک مغربی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کو سمجھ چکے ہیں اور آہستہ آہستہ ان افواج سے دامن بچانے کی کوشش کررہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں روس کے وزیر خارجہ نے گینیا، کانگو، برکینا فاسو اور چاڈ کا دورہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ روس اپنی فوجی کمپنی جو کہ ایک پرائیویٹ کمپنی بتائی جاتی ہے کے ذریعہ مسلسل افریقہ کے مختلف عسکری گروپوں کی مدد کر رہا ہے۔ ان کی تربیت کر رہا ہے تاکہ وہ خود اپنے پیروں پر کھڑا رکھ کر اپنے اپنے وطنوں کی دفاعی ضروریات کو پورا کرسکیں۔

کہا جاتا ہے کہ کئی ملکوں کی لیڈر شپ اپنے سیاست دانوں، فوجی حکمرانوں اور اہم شخصیات کے تحفظ کے لئے ان ملکوں کے نوجوان فوجیوں کی تربیت کر رہے ہیں تاکہ وہ جدید اسلحہ سے لیس ہوں اور جدید اسلحہ چلاسکیں اور اپنے ممالک کی سیاسی اور فوجی قیادت کو تحفظ فراہم کرسکیں۔ افریقہ کی بغاوتیں، سیاسی قتل و غارت گری، آپسی جھڑپیں مشہور ہیں۔ پوری دنیا میں افریقی ممالک کو اسی لئے وہ رتبہ اور مرتبہ نہیں دیا جاتا کیونکہ اکثر ممالک سیاسی عدم استحکام اور فوجی بغاوتوں کا شکار ہیں۔ عالمی سیاست پر تحقیق کرنے والے ایک پالش ادارے انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرس کا کہنا ہے کہ روس نے اپنی فوج کو افریقہ میں تعینات کرنے کے بجائے اب اپنی حکمت عملی میں تبدیلی پیدا کی ہے اور وہ مقامی انسانی وسائل اور فوجیوں کو تربیت فراہم کر رہے ایسے طاقتور فوجی گروپ تشکیل دے رہے ہیں جو مغربی ممالک پر زیادہ منحصر نہ ہوں۔

خیال رہے کہ افریقہ میں 54 ممالک ہیں اور یہ تمام ممالک ایک تنظیم سے بندھے ہوئے ہیں۔ افریقی یونین براعظم افریقہ کے ممالک کی ایک نمائندہ تنظیم ہے۔ روس یوکرین کے ساتھ جنگ کے بعد ایسے حلیفوں کی تلاش میں ہے جو اس کے لئے سفارتی سطح پر کچھ تعاون کرسکیں۔ اندازہ ہے کہ یہ ممالک پورے طور پر مغربی ممالک خصوصاً فرانس اور برطانیہ یا امریکہ سے مکمل طور پر اپنا پنڈ نہ چھڑا سکے۔ مگر اگر کسی بین الاقوامی ادارے یا فورم پر روس کو حمایت کی ضرورت ہو تو یہ ممالک یا افریقی یونین کچھ کرے یا نہ کرے مگر اجتماعی یا انفرادی طور پر ایسی صورت حال میں کم از کم خاموش تو رہیں اور ایک دم مغربی ممالک کا ساتھ نہ دیں۔ خیال رہے کہ افریقی یونین اقوام متحدہ میں وہ سب سے بڑا گروپ ہے جو کہ جنرل اسمبلی یا سیکورٹی کونسل میں براہ راست یا بالواسطہ ایک میانہ روی والا رول ادا کرسکتا ہے۔ روس کا خیال ہے کہ مغربی ممالک جس طریقے سے روس کے متعلق غلط اور گمراہ کن اطلاعات فراہم کر رہے ہیں اس کی وجہ سے عالمی سطح پر روس کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حال ہی میں ایک امریکی ادارے نے 80 صفحات پر مشتمل ایک رپورٹ پیش کی تھی جس میں بتایا گیا ہے کہ روس کا منصوبہ 22 ممالک کو نشانہ لگا کر ان ملکوں کو اپنے ساتھ ملانے کا ہے۔ امریکی ادارے کا کہنا ہے کہ روس ان ممالک میں سیاسی عدم استحکام، بغاوتوں اور عوامی ناراضگی کا فائدہ اٹھا رہا ہے خاص طور پر جس طرح ان ممالک میں فرانس کے ساتھ اختلافات بڑھے ہیں اس کا براہ راست فائدہ روس کو ہورہا ہے۔ فرانس سے کئی ملکوں کی فوجیں واپس گئی ہیں۔ ان میں سب سے اہم تین ممالک ہیں مالے، نائیجر اور برکینا فاسو۔ یہ تینوں ممالک چند سالوں کے اندر اقتدار کی منتقلی کا مرکز بنے ہیں۔ ان تینوں ملکوں میں فوج نے اقتدار پر قبضہ کیا ہے۔ ایک بڑے طبقے کی رائے یہ ہے کہ ساحل علاقے میں مذہبی گروپوں خاص طور پر القاعدہ کی سرگرمیاں بڑھی ہیں اور ان ممالک میں حکمراں فوجی گروپوں کو القاعدہ کے دہشت گردوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ مفلسی، سیاسی عدم استحکام کا فائدہ اٹھا کر کچھ شدت پسند طاقتیں افریقی ممالک میں سرگرم ہوئی ہیں، مگر یہ بھی اپنے اپنے آپ میں درست ہے کہ ان طاقتوں کو آکسیجن پہنچانے والے وہی عناصر ہیں جو کہ غیر ملکی فوجوں کی سرپرستی میں پنپ رہے ہیں۔

2013 میں فرانس نے اپنے کچھ مغربی حلیفوں کے ساتھ مل کر مالے میں دہشت گردوں کے خلاف ایک مہم شروع کی تھی بعد میں اس مہم کا دائرہ بڑھا رہا اور قرب و جوار کے ممالک مثلاً نائیجر، برکینا فاسو اور چاڈ میں فرانسیسی فوج کو ان عناصر کے خلاف اپنی مہم کی توسیع کرنی پڑی۔ یہ مہم 9 سال تک چلتی رہی مگر جس مقصد سے شروع کی گئی تھی وہ مقصد حاصل نہیں ہو پایا اور فرانسیسی فوجوں کے خلاف عوامی سطح پر کافی ناراضگی بڑھ گئی۔ افریقہ کے مختلف ممالک میں خاص طور پر ساحل کے ملکوں میں ابھی بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں، دہشت گردی اور فوجی بغاوتوں کا دور چل رہا ہے۔ مغربی ممالک چاہتے ہیں کہ ان ملکوں میں مستحکم اور پائیدار جمہوری نظام قائم ہوجائے اور ایسی ایک نمائندہ اور موثر حکومت قائم ہوجائے جو انسانی حقوق کا احترام کرے۔ اسی تگ و دو میں مصروف مغربی ممالک کے اکابرین، مختلف بین الاقوامی اداروں کے ذریعہ دباؤ بنا کر صورت حال کو بہتر کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مغربی ممالک براعظم افریقہ میں روس کی سرگرمیوں کو کس حد تک کنٹرول کر پاتے ہیں۔

2013 میں فرانس نے اپنے کچھ مغربی حلیفوں کے ساتھ مل کر مالے میں دہشت گردوں کے خلاف ایک مہم شروع کی تھی بعد میں اس مہم کا دائرہ بڑھا رہا اور قرب وجوار کے ممالک مثلاً نائیجر، برکینا فاسو اور چاڈ میں فرانسیسی فوج کو ان عناصر کے خلاف اپنی مہم کی توسیع کرنی پڑی۔

’ایکس‘ کی دنیا

@التلفزیون العربی

غزہ کے الزوایدہ میں اسرائیلی فوج کے حملہ میں کم از کم 13 افراد شہید ہوگئے ہیں۔

@الجزیرہ مصر

اسرائیلی فوج کا بیان:
رفح کے بھیانک جنگ میں اسرائیل کی مشہور گیاونتی بریگیڈ کے 3 اسرائیلی فوجی ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے۔ یہ تصادم گزشتہ روز ہوا تھا۔

@Jaiky Yadav

مہاراشٹر کی اجیت پوار والی این سی پی کابینہ میں جگہ نہ ملنے کو لے کر ناراض ہے۔ اب ایکناتھ شندے گروپ کی شیوسینا کی بھی ناراضگی سامنے آئی ہے۔ جیتن رام مانجھی ایک ایم پی کے ساتھ کابینہ میں وزیر بنے، ایم ڈی کمارا سوامی کے پاس صرف دو ممبران پارلیمنٹ کے باوجود وہ کابینہ میں وزیر بنے۔

شندے شیوسینا کے پاس 7 ممبران ہیں جب بھی ان کو وزیر مملکت (آزادانہ چارج) کا وزیر ملا۔ یہ کہنا ہے ایکناتھ شندے کی شیوسینا کے سینئر لیڈر شری رنگ بارنے کا۔

@Anuradha Patel

چاچا کو ایک تگڑی وزارت ملنی ہی چاہئے۔ ورنہ پلٹی مار وزارت کے وزیر تو ہیں ہی پہلے سے۔

@Gulf News

ہندوستان میں جمہوریت کے لئے ایک مضبوط اپوزیشن ضروری ہے۔ نئے حالات میں ہندوستان کی جمہوری نظام کو طاقت دیں گے اور چیک اینڈ بیلنس بہتر ہوگا۔

@Secretary Antony Blinken

مغربی ایشیا کے حکمرانوں اور عوام سے اپیل ہے کہ اگر وہ غزہ میں تباہی، یرغمالیوں کی رہائی چاہتے ہیں اور فلسطین کو ایک دیرپا امن کے حامی ہیں تو وہ حماس پر دباؤ ڈالیں کہ وہ جنگ بندی کے لئے راضی ہوجائے۔

@P.Chidambaram

جن وزیروں کو گزشتہ روز قلمدان تقسیم ہوئے ہیں ان کے لئے نیک خواہشات ہیں۔ کچھ کے پاس نئی اور کچھ کے پاس پرانی ذمہ داریاں ہیں۔ کیا مودی کی تیسری حکومت دوسری بار نئی حکومت کی طرح لگتی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ ایسا ہو۔ آپ سب عوام کی فلاح اور بہبود کو پیش نظر رکھیں۔ آپ کو بھی کانگریس کی شکل میں ایک ذمہ دار اور باخبر اپوزیشن ملے گی۔

@Wion

روس یوکرین جنگ: امریکی صدر جو بائیڈن نے تصدیق کی ہے کہ روس کے اقتصادی فوائدہ یوکرین کو منتقل کردئے جائیں گے۔ یوکرین کی حکومت کو روس سے ضبط کئے گئے اقتصادی فائدے منتقل کئے جائیں گے۔

@Sochom Banerjee

بی جے پی کے آئی ٹی سیل کے سربراہ اور ملک کے سب سے معتبر جھوٹ پھیلانے والے امت مالویہ کے خلاف جنسی طور پر ہراساں کرنے اور عصمت دری کرنے کے الزامات ہیں۔ امت مالویہ بی جے پی کے مغربی بنگال کے انچارج ہیں۔ آر ایس ایس کے لیڈر اور شانتا نو اور سینئر بی جے پی لیڈر راہل سنہا نے الزام لگایا ہے کہ انہوں نے پانچ خواتین کا ایک بڑے ہوٹل اور بی جے پی کے دفتر میں استحصال کیا ہے۔ امت مالویہ وزیراعظم مودی اور وزیر داخلہ امت شاہ کے قریبی ہیں۔

@All India Trinamul Congress

شریمتی ممتا بنرجی احتجاج کررہے کسانوں کے ساتھ رابطہ کرنے والی اور ان کی حمایت کرنے والی لیڈر ہیں۔ انہوں نے کھنوری سرحد پر کسانوں سے خود رابطہ کیا۔ انہوں نے ان کو پوری حمایت اور ان کے انصاف کے لئے لڑنے کی یقین دلائی ہے۔

ہم کسانوں کی جدوجہد میں کسان مخالف بی جے پی کے خلاف اور ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔

@Howard Beckett

اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل نے امریکہ کی اس قرارداد کو پاس کردیا ہے جس میں غزہ میں مکمل جنگ بندی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ حماس نے بیان جاری کرکے اس قرارداد کا خیر مقدم کیا ہے۔ گزشتہ شب کے بعد اسرائیل نے اپنی فوجی کارروائی میں شدت پیدا کردی ہے۔

اسرائیل قتل عام کے علاوہ کچھ بھی نہیں چاہتا ہے۔

@Sulaiman Ahmed

اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل نے امریکہ کی اس مجوزہ قرارداد کو پاس کردیا ہے جس میں غزہ میں مکمل جنگ بندی کی حمایت کی گئی ہے۔

اس قرارداد کی حمایت میں 14 ووٹ پڑے اور مخالفت میں کوئی نہیں۔ جبکہ روس اس موقع پر ووٹنگ سے غیر حاضر رہا۔

@Sarah

اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں فلسطینی نمائندے کا بیان:
دنیا نے دیکھا ہے کہ فلسطینی بچے زندہ جلائے جارہے ہیں۔
اپنے بچوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے ہوئے دیکھنا سب سے تکلیف دہ ہے۔ تصور کیجئے کہ ان بچوں کو آپ زندہ جلتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ کیا اسرائیل نے کوئی سرخ لکیر عبور نہیں کی ہے۔

@Naim Shanu

منی پور کے بعد اب چھتیس گڑھ جل اٹھا۔ چھتیس گڑھ کے بلودہ بازار میں بھاری بوال، ستنامی سماج کے لوگوں نے کلکٹر آفس کو پھونک ڈالا۔

@News 18 Utter Pardesh

ممبر اسمبلی کی حیثیت سے استعفیٰ دیں گے اکھلیش یادو، ممبر پارلیمنٹ کی حیثیت سے سیاست میں بڑھائیں گے اپنی سرگرمیاں، شیو پال یادو کو سونپ سکتے ہیں حزب اختلاف کی ذمہ داری۔

@Gul Pang

ہم یونیفارم پہنے شخص کے سیاسی بیان کو درست قرار نہیں دے سکتے ہیں۔ چاہے اس کا سبب کچھ بھی ہو۔ یہ بہت خطرناک صورت حال ہے۔ آج جو بھی فلم بنانے والے فنکار اور دیگر لوگ ہیں وہ نہیں سمجھ رہے ہیں کہ وہ بھی کسی دن اسی طرح کے پرتشدد ردعمل کا شکار ہوں گے۔

@India Today

مسلسل تین مرتبہ اپنی سیٹ جیتنے والے اور تمام پانچوں سیٹوں پر کامیاب چراغ پاسوان نے کابینہ میں اپنی سیٹ کو ایک بار پھر پکا کرلیا ہے۔

@Mushahad Hanif

حسن کی قیمت سوداگر کہاں جانے
خریداروں کی یہ عادت سزا نہ ہوجائے

@Geet Mulher

خطوط نور سے ہر حاشیہ مزین تھا
کتاب نور میں سارا کلام آنکھیں تھیں
ن۔ م راشد

ایکس پر چلنے والے ٹرینڈ قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کئے جارہے ہیں

ایکس یوزر کے ذریعہ ظاہر کی گئی آراء ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح ذمہ دار نہیں